۳۔ تیسری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرہ میں اس خاندان کو معیار و بنیاد بنایا ہے' جس کے زیر سایہ بچہ پرورش پاتا ہے اور یہ خاندانی نظام کلوننگ میں فنا ہو جاتا ہے۔

تصویر کا دوسرا پہلو:

فقہی و شرعی نقطہ نظر سے قطع نظر اس کا دوسرا پہلو بھی قابل غور ہے۔ کہ کلوننگ کی مخالفت کے باوجود ایک طبقہ کا کہنا ہے کہ اسلام میں ایسی کسی تحقیق کی ہمت افزائی سرے سے ممنوع نہیں ہے' مدرسہ ہو یا مٹھ' مسجد ہو یا مندر' چرچ ہو یا کلیسا یا سیاسی منتظمین' یہ سب وقتی و ذاتی مفاد کی خاطر چیخ پڑتے ہیں' انسان نے چاند پر قدم رکھا تو یہ چیخے' ضبطِ تولید اور اعضا' کی پیوندکاری کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے' غرض ہر نئی چیز پر ہنگامہ برپا کرنا ان کا شیوہ ہے' ٹیوب بے بی کو بھی حرام قرار دیا تاہم بہت سی نئی ایجادات پر یہ زیادہ برہم نہیں ہوئے مثلاً جہاز کا ہواؤں میں اڑنا اور خلاؤں کی تسخیر' ٹیلی فون' ٹیلی ویژن' کمپیوٹر اور انٹرنیٹ وغیرہ' گو فطرت کے مظاہر نہیں لیکن دینی طبقہ ان کے خلاف اس قدر شدت سے صف آراء نہیں ہوا جتنا کلوننگ کے خلاف ہے۔ ہمارے خیال میں کلوننگ کے مخالفین کی یہ دلیلیں بجا ہیں:

۱۔ انسانی کلوننگ سے انسان کی عزت و شرف کو بٹہ لگتا ہے اور اس کی توہین ہوتی ہے۔

۲۔ کلوننگ سے انسان پیدا کرنا فطری اصول و افزائش کے خلاف اور کھلم کھلا اللہ سے بغاوت ہے۔

۳۔ کلون شدہ افراد سماج میں احساس کمتری کے شکار رہیں گے ان کے حقیقی ماں باپ کا پتہ نہیں رہے گا۔

۴۔ کلوننگ کو مفاد پرست عناصر اپنے غلط مقاصد کے استعمال کا ذریعہ بنائیں گے۔

۵۔ اس سے سماج میں عدم مساوات کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوگا۔

اسی بنا پر رابطہ عالم اسلامی مکہ کی فقہ اکیڈمی نے کلوننگ کو سرے سے حرام قرار دیا ہے اور اس پر مکمل پابندی کا مطالبہ کیا ہے۔ (فقہی فیصلے: رابطہ عالم اسلامی' مکہ)

۷۔ ضبط ولادت یا منع حمل کا شرعی حکم:

ضبط ولادت یا انگریزی میں (Faimly Planning) یا (birth control) کی حوصلہ افزائی اور زور شور سے اہل مغرب یہ کہہ کر اشاعت کرتے ہیں کہ اس سے انسان پر بچوں کی پیدائش کا بوجھ کم پڑے گا۔ شرح پیدائش کم کرنے یا بچے کے عالم وجود میں آنے سے پہلے اس کو روک دینے کیلئے مختلف دوائیں' انجکشن یا نرودھ' کنڈوم یا آپریشن اور مختلف خارجی تدبیریں ایجاد کر لی گئی ہیں اور ان کی پوری تشہیر کی جارہی ہے۔

دورِ نبویؐ میں یعنی صدر اسلام میں منع حمل کا سب سے معروف طریقہ ''عزل'' کا تھا' صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے ''کنا نعزل و القرآن ینزل'' (ہم عزل کرتے تھے جبکہ قرآن کا نزول جاری تھا) اس کے

علاوہ اور بھی بعض روایتوں سے عزل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ (بخاری کتاب النکاح' باب العزل) اس کے مقابلے میں دوسری احادیث سے اس فعل کی حرمت وممانعت ظاہر ہوتی ہے' چنانچہ عزل کے متعلق آپؐ سے پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا' یہ چھوٹے پیمانے پر زندہ درگور کرنے کے برابر ہے'' علامہ ابن تیمیہؒ سے بھی منع حمل کے متعلق فتویٰ دریافت کیا گیا تو فرمایا" اما جواز ذلک ففیہ نزاع بین العلماء و الا حوط انہ لا یفعل و اللہ اعلم" (فتاویٰ ابن تیمیہ:۲۳/۲۷۱) عزل کے جواز میں علماء کے مابین اختلاف ہے محتاط طریقہ یہ ہے کہ نہ کیا جائے۔

اٹھارہویں صدی کے اواخر میں اس کی تحریک زور پکڑ چکی تھی' سب سے پہلے یہ نعرہ (T.R.Malthus) ٹی۔آر۔میتھو نے لگایا کہ روئے زمین پر سکونت و معاش کے وسائل بہت محدود ہیں' جب کہ نسل انسانی کی افزائش لامحدود ہے' اگر اضافے کا یہ تسلسل جاری رہا تو چند برسوں میں زمین تنگ ہو جائے گی اور فقر ومحتاجی بڑھ جائے گی' اس لئے نسبندی ضروری ہے' پھر انیسویں صدی کے اخیر میں یہ تحریک جرمنی وفرانس پہنچی اور وہاں سے لندن ہوتے ہندوستان پہنچی' اس کے بعد روز بروز اس کا زور بڑھتا گیا' عموماً کسی تحریک کی کامیابی کے لئے کچھ جھوٹے اور دل فریب نعرے گڑھے جاتے ہیں' اس کے لئے بھی اقتصادی بہتری اور معیار زندگی کو بلند کرنے کا نعرہ ایجاد ہوا' جبکہ ضبط تولید کا عمل طبی نقطہ نظر سے بہت سے جسمانی عوارض اور سماجی نقصانات کا باعث بنتا ہے' مردوں میں آتشک وسوزاک جیسے امراض خبیثہ کے ساتھ نامردی بھی آجاتی ہے اور عورتوں میں بہ قول ڈاکٹر میری اسکارلب (چالیس سالہ تجربہ) عصبی کمزوری' پژمردگی' شگفتگی کا فقدان' چڑچڑاپن' اشتعال انگیزی' بے خوابی' دوران خون کی کمی' ایام ماہ واری کی بے قاعدگی جیسے امراض خبیثہ جنم لیتے ہیں جو نسل کشی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اولاد جیسی نعمت سے انسان محروم ہو جاتا ہے' جو میاں بیوی کو آپس میں مل کر رہنے پر مجبور کرتے ہیں' اور جب اولاد نہ ہو تو مل کر رہنا مشکل ہو جاتا ہے' اس سے ازدواجی تعلقات سرد اور زنا کے دروازے کھل جاتے ہیں' جس سے معاشرہ اخلاقی انحطاط وزوال کا شکار ہو جاتا ہے' اس کے برعکس اسلام نے افزائش نسل کی ترغیب دی ہے' اللہ کا فرمان ہے" فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع (النساء:۳) (تم زیادہ محبت کرنے والی اور بچہ پیدا کرنے والی عورتوں سے شادی کرو تو میں تمہاری کثرت سے دوسری قوموں پر فخر کروں گا)

ظاہر ہے کہ برتھ کنٹرول یا ضبط ولادت سے یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے کہ جہاں تک خرچ وکفالت کے بوجھ کم کرنے کا مسئلہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ذمہ داری خود لے لی ہے اور فرمایا" وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا یعلم مستودعھا و مستقرھا" (ہود:٦) روزی دینے کا وعدہ اللہ نے کیا ہے اور فرمایا "لا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم و ایاکم" (بنی اسرائیل:۳۱) (مفلسی کے ڈر سے اپنی

اولاد کو قتل نہ کرو ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں)

اللہ تعالیٰ نے خالص نظام ربوبیت کے تحت پرورش اور رزق کو اپنی ذمہ داری قرار دیا ہے اور کسی کو اس میں مداخلت کا حکم نہیں دیا ہے' اس سے ظاہر ہوا کہ ضبط ولادت بغیر کسی عذر کے شرعی واخلاقی' سماجی وجسمانی ہر اعتبار سے نہ صرف نقصان دہ ہے بلکہ فعل حرام ہے' جس کی تردید کتاب وسنت میں موجود ہے اور خود اہل مغرب کو جب لمبے تجربے کے بعد اس عظیم نقصان کا اندازہ ہوا تو ۱۹۰۶ء میں ایک نیشنل برتھ ریٹ مقرر کیا اور رپورٹ میں کہا کہ برطانیہ کو اپنی شرح پیدائش کی کمی پر سخت تشویش ہے' اس کو روکنے کی حتی الوسع کوشش کرنی چاہیے' اسی طرح فرانس نے ضبط ولادت کو قانوناً ممنوع قرار دیا اور بچہ پیدا کرنے والے خاندانوں کو مالی امداد دی جانے لگی' ایک نازی اخبار نے لکھا کہ ہماری شرح پیدائش کی کمی سے خطرہ ہے کہ ایک وقت آئے گا جب ہماری قوم بانجھ ہو جائے گی۔ (اسلام اور ضبط ولادت' ص: ۲۴)

یورپ کے ممالک اس خطرناک کمی سے لے پالک اور دوسرے لوگوں کے کم سن بچوں کو قبل از ولادت خریدنے پر مجبور ہو گئے حتیٰ کہ یورپ واٹلی میں بچوں کا مستقل کاروبار شروع ہو گیا' (سہ روزہ دعوت' دہلی یکم دسمبر ۱۹۸۸) اس کے علاوہ برتھ کنٹرول کے پیچھے مغربی ملکوں کا یہ جذبہ ومقصد بھی کارفرما تھا کہ اپنی تعداد بڑھا کر اور مسلم ملکوں کی تعداد کم کر کے ان کو اپنا غلام بنائیں۔

رابطہ کی فقہ اکیڈمی کا فیصلہ:

رابطہ عالم اسلامی' مکہ کی فقہ اکیڈمی نے ضبط ولادت پر اپنا یہ فیصلہ صادر کیا' اسلامی شریعت نسل انسانی کے اضافے کی ترغیب دیتی ہے۔ اس کی بابت قرآن مجید وحدیث رسولؐ میں متعدد ہدایات دی گئی ہیں' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ضبط تولید یا منع حمل اللہ کی بنائی ہوئی فطرت انسانی کے خلاف اور شریعت اسلامی سے غیر ہم آہنگ ہے' برتھ کنٹرول یا منع حمل کے علَم برداروں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان خاص کر عرب اقوام اور کمزور قبائل کی تعداد میں کمی کرآئیں تاکہ ان کے ممالک کو اپنی کالونی اور وہاں کے باشندوں کو اپنا غلام بنا کر اسلامی ممالک کی نعمتوں اور قدرتی ذخائر سے فائدہ اٹھائیں' دوسری جانب یہ عمل اللہ تعالیٰ سے ایک طرح کی بدگمانی اور جاہلانہ فعل ہے۔ ان امور کے پیش نظر رابطہ نے اپنے مذکورہ فقہی اجلاس میں بالاتفاق طے کیا کہ برتھ کنٹرول یا ضبط تولید مطلق جائز نہیں اور فقر کے خوف سے بھی منع حمل جائز نہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی رازق اور زبردست قوت کا مالک ہے' البتہ انفرادی طور پر اگر ضرر کا خطرہ ہو تو اس صورت میں جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ مثلاً کسی عورت کو معتاد طریقہ پر ولادت (Normal Delivery) نہیں ہو رہی ہے اور آپریشن ناگزیر ہو تو اسقاط حمل کو روکنے یا اسے موخر کرنے والے اسباب اختیار کرنا جائز ہے' اسی طرح اگر قابل اعتماد مسلم ڈاکٹر کی رائے میں استقرار حمل کی صورت میں جان کو یقینی خطرہ لاحق ہو تو ایسی صورت میں منع حمل کی